'حج' حق کی پیام رسانی کا اہم ترین ذریعہ

مولانا سید اطہر عباس رضوی، امام جمعہ، کلکتہ

اسلام کی اجتماعی عبادتوں میں حج ایک ایسے عظیم الشان 'اجتماع' کا نام ہے، جہاں کائنات کے گوشے گوشے سے اہل توحید اکٹھا ہوتے ہیں اور اللّٰھم لبیک کے فلک شگاف نعروں سے خدا کی قربت کا اعلان کرتے ہیں۔ قرآن اس اجتماع میں لوگوں کو حکم دیتا ہے:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم واذّن فی النّاس...

خداوند عالم نے پیغمبر اکرمؐ سے لوگوں کے درمیان اعلان حج کی تاکید فرمائی اور حکم خداوندی سے اس عبادت کے وسیع المفاد ہونے پر مختلف جہات سے روشنی ڈالی۔ ان فوائد میں ایک اہم فائدہ الٰہی پیغام کو عام کرنا بھی ہے اور اس جگہ سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں ہے، جہاں اسلام اور مسلمانوں سے وابستہ حقائق کو عام کیا جائے۔ اس کو دور دراز سے آنے والے لوگوں کے درمیان اس انداز میں پیش کیا جائے کہ اس کے اثرات کبھی زائل نہ ہونے پائیں۔

اعلان حق کے سلسلہ میں اہم ترین اعلان برأت من المشرکین بھی ہے۔ دور حاضر میں امام راحل حضرت ایت اللہ العظمیٰ روح اللہ الموسوی الخمینیؒ نے اسی اسوۂ ابراہیمی اور سنت نبوی کو عام کرنے پر زور دیا، اس لئے کہ دور حاضر کے طاغوتوں امریکہ، اسرائیل، برطانیہ وغیرہ نے اسلام کو یرغمال بنالیا ہے اور ان سے سختی سے برات کے بغیر نہ ہم اسلام کی صحیح خدوخال سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں اور نہ اسلامی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ

آیۂ کریمہ ''**اذّن فی النّاس**'' اور سورہ برأت کی آیہ کریمہ **واذان من اللّٰہ ورسولہ ان اللّٰہ بری من المشرکین ورسولہ**'' میں غیرمعمولی مماثلت نظر آتی ہے۔

سورۂ برائت کی ابتدائی آیات کی تبلیغ کا مرکز من جانب اللہ خانۂ خدا قرار پایا۔ اہتمام کی شان یہ ہے کہ اگر رسولؐ نے اس کام کے لئے دوسرے صحابی کو بھیجا تو بحکم خدا اسے راستے سے پلٹا کر یہ کام اس صحابی کے سپرد ہوا جسے عالم اسلام ''کرم اللہ وجہہٗ'' کے لقب سے یاد کرتا ہے اور یہ شرف اس عظیم صحابی کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی کبھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکی پس خداوند کریم یہ نہیں چاہتا کہ ''برأت من المشرکین'' کا اعلان کوئی ایسا شخص کرے جس کا ماضی شرک

سے آلودہ رہا ہو اور وہ فی الوقت موحد ہو۔

ماضی کا یہ واقعہ کیا ہمیں متوجہ نہیں کرتا کہ اللہ کو کسی بھی صورت میں مشرکین سے خلاملا پسند نہیں آج جو اہل اسلام مرعوب ہو کر مشرکین کے حاشیہ نشین ہیں یا مشرکین کی مہربانیوں کو اپنے لئے باعث فخر سمجھ رہے ہیں کیا یہ سنت سے کھلی بغاوت نہیں ہے؟ لہٰذا اگر ہم میں سے کوئی فرد یا ملک کسی مصلحت وسیاست کی وجہ سے ان مشرکین سے یارانہ گانٹھے تو صرف حج جیسے عالمی اجتماع کے دوران جمع ہوتے ہوئے اس روش کے خلاف آواز اٹھائے اور مشرکین سے برأت کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

طبقہ عوام وہ طبقہ ہے جو بڑے سے بڑا کارنامہ انجام دے سکتا ہے اگر اس کی صحیح رہنمائی کی جائے ورنہ جس طرح خواص بھٹکتے ہیں انہیں کی روش پر چل کر عوام بھی بہک سکتے ہیں اور جب ایسا خطرناک ماحول پیدا ہو جائے تو یہ امت مسلمہ کے مستقبل کے لئے بہت تشویناک ہے۔

بحمد للہ آج بھی عوام کی اکثریت ولو عمل وکردار میں مثالی نہ رہ گئی ہو لیکن عشق حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق میں آج بھی امت مسلمہ باہم متحد ہو کر ان طاغوتی عوامل اور مشرکین کے خلاف آواز بلند کرتی ہے جنہوں نے عراق وافغانستان ،فلسطین اور لبنان میں اپنی ریشہ دوانیوں سے کلمہ گویوں کا جینا دو بھر کر دیا۔ اب انکی نگاہیں ایران وشام پر ہیں۔ ان سے ان کے ناپاک عزائم کا پتہ چلتا ہے۔

ان ظالم طاقتوں کے خلاف دنیا کے تمام گوشوں میں مسلمانوں کی آوازیں اٹھتی ہیں اور دب جاتی ہیں یا علاقائی حکمرانوں کے ذریعہ دبادی جاتی ہیں اور یہ بڑی طاقتوں کے پجاری حکمراں ان کے اس اسلامی جذبہ کو کچل کر رکھ دیتے ہیں، لہٰذا اس عمل کے لئے بہترین ذریعہ اور موقع موسم ''حج'' ہی ہے جہاں عالم اسلام سے کھچ کھچ کر اہل توحید پیروان محمدؐ فریضہ حج ادا کرنے والے حاجی جمع ہو جاتے ہیں۔ حاجیوں کی تعداد اتنی ہوتی ہے کہ اگر وہ متفقہ طور پر کوئی آواز بلند کریں تو اس آواز کو نہ دبایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

اور چونکہ اللہ اور رسولؐ کی سنت واضح موجود ہے لہٰذا جوار خانہ کعبہ، مرکز عبادت مسلمین جہاں کعبۃ اللہ سے اگر ''برائت مشرکین'' کا فریضہ انجام دیا جائے تو یہ عمل منافی دین وشریعت اسلامیہ نہ ہوگا بلکہ عین دین اور عین عبادت ہوگا۔

اس موقع پر اس بات کی وضاحت لازمی ہے کہ حج جیسی عظیم عالمی اسلامی کانگریس کے دوران

اسلام مخالف طاقتیں یا ان کی آلہ کار بعض مسلم ریاستیں مسلکی اختلاف کو ہوا دیتی ہیں تاکہ اس امت مسلمہ کی کوئی متحدہ آواز بلند نہ ہوسکے اور طاغوتی طاقتیں اپنا کام بحسن وخوبی انجام دیتی رہیں۔

اسلامی انقلاب کے قائد عظیم الشان امام خمینیؒ نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور سیاسی بیداری سے کام لیتے ہوئے برائت مشرکین کی اہمیت پر تاکید فرمائی اور امت اسلامیہ عالم کو اتحاد بین المسلمین جیسی گرانقدر نعمت کی طرف بھی متوجہ کیا اور ایّها المسلمون اتحدوا اتحدوا ۔ لاشرقیه لاغربیه جمهوریه اسلامیه جیسے فلک شگاف نعروں کے ذریعہ اسلام دشمن طاقتوں کی نیند حرام کردی۔

ہم سب کا فریضہ ہے کہ ہم ان دونوں باتوں پر پوری توجہ سے عمل کریں یعنی آپس میں متحد رہیں اور مشرکین سے برائت میں ذرہ برابر سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں۔

کل جب حضرت عبد المطلبؑ تنہا تھے اور عالم اسلام کے مرکز خانۂ کعبہ کے تحفظ کی بات کہی تھی تو ابابیلوں کا لشکر اللہ نے ان کی حمایت میں بھیجا لیکن آج پوری دنیا میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان پھیلے ہوئے ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی قوت کا مظاہرہ مسلمان خود کریں۔ آج کعبۃ اللہ کی حفاظت اور اسلام دشمن بڑی طاقت سے اظہار ناراضگی ان کا فریضہ ہے۔اے کاش! امت اسلامیہ عالم اس حقیقت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجائے:

اپنے کعبہ کی حفاظت تمہیں خود کرنی ہے
اب ابابیل کا لشکر نہیں آنے والا

◆